ناموس رسالت کا مسئلہ

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ناموسِ رسالت اور حرمت رسول، دین مبین کی اساس اور بنیاد بھی ہے اور امت مسلمہ کی روح بھی۔ اسلام کی پوری عمارت حرمتِ رسول پر قائم ہے، صرف اسلام ہی نہیں، بلکہ تمام آسمانی مذاہب کی عمارت عظمتِ رسول اور عصمت رسول پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں انبیائے کرام بالخصوص پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کے حوالے سے ہرزہ سرائی کرنے والوں کے خلاف بہت سخت اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات مبارکہ گستاخانِ رسول کے عبرتناک انجام کی خبر دیتی ہیں۔ سورہ احزاب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گستاخی کے ذریعے ایذاء دینے والوں کو رسوا کن عذاب کی وعید سنائی گئی، سورہ توبہ میں تمام اعمال کے ضائع ہوجانے اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالے جانے کا ڈراوا دیا گیا، سورہ توبہ میں ہی دردناک عذاب سے خبردار کیا گیا اور سورہ احزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلاً'' یعنی وہ لوگ لعنت زدہ ہیں، جہاں کہیں ملیں پکڑ لئے جائیں اور انہیں اچھی طرح سے قتل کیا جائے۔ بعض حضرات نے ''قتلوا تقتیلاً'' کا ترجمہ کیا ہے ''ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں'' اور بعض نے اسے ''تکہ بوٹی کردینے'' سے تعبیر کیا ہے۔ سورہ القلم میں ایک گستاخ رسول ولید بن مغیرہ کے لئے قرآن کریم نے کس قدر سخت اسلوب اختیار کیا اور اس کی نو برائیوں کو جس انداز سے بیان کیا اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کے معاملے میں کس قدر غیور ہیں اور سورہ حجرات میں حضرت ابوبکر وعمر جیسی جلیل القدر ہستیوں اور دیگر صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آوازیں پست کرنے کا حکم دیا گیا تو کسی اور کی کیا مجال؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص ترین صحابہ کو حجروں کے باہر سے آوازیں دینے پر سخت تنبیہ فرمائی گئی۔

قرآن کریم کے اس واضح ترین اسلوب اور بے شمار آیات مبارکہ کے ہوتے ہوئے بعض لوگ اس معاملے میں بلاوجہ مغالطے پیدا کررہے ہیں جو نہایت افسوس ناک امر ہے، حالانکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمتہ للعالمین

ہونے کے باوجود اپنے عمل کے ذریعے قرآن کریم کی آیات مبارکہ کی جو تشریح و تفسیر فرمادی، اس کے بعد تو کسی مغالطے اور ابہام کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب ابن اشرف اور ابو رافع یہودی کو خود قتل کروایا، ابن خطل بیت اللہ شریف کے غلاف سے لپٹا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اس کی جان بخشی نہیں ہوئی، ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گستاخ یہودیہ عورت کے خون کو رائیگاں قرار دیا، ایک نابینا صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عصماء یہودیہ نامی عورت کو گستاخی رسول کے جرم میں قتل کرنے کا اعتراف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو بھی ھدر قرار دیا، علامہ ابن تیمیہ نے "الصارم المسلول" میں لکھا ہے کہ حضرت عمیر بن عدی نے ایک گستاخ رسول عورت کو قتل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ "اگر تم ایسا شخص دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو" اسی طرح ایک عورت کے بارے میں کتب احادیث میں آتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گستاخی کے ذریعے ایذاء دیا کرتی تھی، آپ نے خود اس سے بدلہ لینے کے لئے ایک صحابی کی ڈیوٹی لگائی اور پھر انہوں نے اسے قتل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔

غور طلب بات یہ ہے کہ کعب ابن اشرف یہودی سے لے کر عصماء یہودیہ تک کسی کے قتل کی وجہ ارتداد نہیں تھا، بلکہ اہانتِ رسول کے جرم میں ان سب لوگوں کو عبرتناک انجام سے دوچار کیا گیا۔ قرآن وحدیث کے ان صریح اور واضح احکامات کی روشنی میں آج تک پوری امت کا اس بات پر اجماع چلا آرہا ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا صرف اور صرف سزائے موت ہے اور یہ اجماع واتفاق کیوں نہ ہو، کیوں کہ حرمت رسول کا معاملہ ہے ہی اس قدر حساس کہ اگر اللہ کی ان برگزیدہ ہستیوں کی حرمت، عصمت اور عظمت باقی نہ رہے تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ سیکولر اور بے دین لوگ ہمیشہ اس اساس پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں اور مسلمانوں کے تن بدن سے روح محمد نکالنے کے درپے رہے ہیں۔ ان دنوں وطن عزیز میں بھی کچھ ایسے ہی عاقبت نااندیش لوگ ایک دریدہ دہن عورت کی آڑ لے کر اور اس کی مظلومیت کا رونا رو کر دراصل انسداد توہین رسالت کے قانون کو نشانہ بنانے کی سعی مذموم میں مصروف عمل ہیں۔

انسداد توہین رسالت کے قانون کے خاتمے کی یہ کوئی پہلی کوشش اور جسارت نہیں، بلکہ جب سے یہ قانون بنا ہے اس وقت سے یہ قانون مذہب بیزار اور دین دشمن طاقتوں کی نظروں میں بری طرح کھٹک رہا ہے۔ اگرچہ آج تک اس قانون کی وجہ سے کسی کو سزائے موت نہیں دی گئی لیکن اس کے باوجود اس قانون نے بہت بڑے فساد کا راستہ روکا ہوا ہے۔ اگر پاکستان میں یہ قانون نہ ہوتا تو یہاں آئے روز غازی علم دین شہید پیدا ہوتے، لوگ کسی پر بھی اہانتِ رسول کا الزام لگا کر اس کا خود ہی کام تمام کر دیتے، ذاتی رنجشوں کو مذہبی رنگ دیا جاتا اور قتل وغارت گری کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلتا، اپنی پسند وناپسند کی بنیاد پر لوگوں کو تہہ وتیغ کیا جاتا لیکن اس قانون نے ایسے تمام دروازے بند کر رکھے ہیں، اب اگر کسی پر بھی توہین رسالت کا الزام لگتا ہے تو عدالتی پراسس، گواہیوں، جرح اور ثبوتوں کے بعد جا کر کہیں فیصلہ ہوتا ہے کہ کون مجرم

ہے اور کون بے گناہ؟ یوں یہ قانون اقلیتوں کے لئے خطرہ نہیں، بلکہ اِن کے لئے باعث رحمت ہے، انسداد توہین رسالت کا قانون کسی کو تکلیف دینے کے لئے نہیں بلکہ تکلیف سے بچنے اور دل آزاری سے محفوظ رکھنے کے لئے ہے۔ اگر کوئی قانون نہیں ہوگا، عدالتوں کا راستہ نہیں ہوگا، اس معاملے میں ریاست کا کردار نہیں ہوگا تو ہر انسان کو من مانی کرنے کا موقع مل جائے گا، جبکہ قانون کی موجودگی میں اقلیتوں کو تحفظ مل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اس قانون کی وجہ سے کسی کو سزائے موت نہیں دی جاسکی لیکن اگر یہ قانون موجود نہ ہوتا تو شاید اس وقت تک اہانتِ رسول کے الزام میں بیسیوں لوگ قتل کئے جاچکے ہوتے۔

پاکستان کے ایک عام آدمی کے لئے یہ بات بھی ناقابل فہم ہے کہ اس ملک میں ہندو، سکھ، پارسی اور دیگر کئی قسم کی اقلیتیں آباد ہیں لیکن اس قانون کے خلاف کچھ خاص قسم کی لابیاں، قادیانی گروہ اور عیسائیوں میں سے چند ایک مفاد پرستوں کا ٹولہ ہی کیوں ہمیشہ سرگرم عمل نظر آتا ہے؟ تاریخی واقعات یہ بتاتے ہیں کہ ان مخصوص گروہوں کو چونکہ استعماری قوتوں کی پشت پناہی حاصل ہوتی ہے اور توہین رسالت کا ارتکاب کرنے کی صورت میں انہیں میڈیا میں کوریج، غیر معمولی پذیرائی، غیر ملکی ویزے، سیاسی پناہ اور ڈھیر سارے مفادات حاصل ہوتے ہیں، اس لئے یہی گروہ اور انہی کے گماشتے اس قسم کی نادانی کا ارتکاب کرتے ہیں اور اسی قبیل کے لوگ اس قانون کو ختم کروانے کی سعی میں پیش پیش نظر آتے ہیں، جبکہ دیگر اقلیتوں میں سے کوئی بھی اس قانون کو نہ اپنے لئے خطرہ تصور کرتا ہے، نہ اس کے خلاف واویلا کرتا ہے اور نہ ہی مہم جوئی کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔

جہاں تک قانون کے غلط استعمال کی بات ہے تو سوال یہ ہے کہ پاکستان کے آئین میں دیگر جتنی قانونی دفعات ہیں ان کا غلط استعمال نہیں ہوتا؟ دفعہ 302 کو ہی لے لیجئے، اس وقت پاکستان بھر کی جیلوں میں قتل کے الزام میں جتنے لوگ قید ہیں، ان میں سے کتنے فیصد بے گناہ ہیں لیکن آج تک کسی نے اس قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ البتہ قرارداد مقاصد ہو یا حدود آرڈی نینس، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا معاملہ ہو یا انسداد توہین رسالت کا قانون، تمام اسلام دشمن طاقتوں کی تان آکر اس بات پر ٹوٹتی ہے کہ ان سب چیزوں کو ختم کر دیا جائے۔

ان دنوں آسیہ مسیح کا معاملہ بہت اچھالا جارہا ہے، حالانکہ پاکستان بھر کی جیلوں میں کتنی بے گناہ عورتیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کررہی ہیں، کتنی عورتیں مختلف قسم کے مظالم کا شکار ہیں لیکن ان کی دادرسی کے لئے کوئی نہیں پہنچا، جبکہ شاتمہ رسول کے لئے سب سیکولر قوتیں میدان میں کود پڑیں۔ آسیہ کے لئے لڑنے والوں سے کوئی پوچھے کہ عافیہ صدیقی ایک مظلوم اور نہتی خاتون نہیں؟ جامعہ حفصہ کی سینکڑوں بچیاں کیا ظلم وستم کا نشانہ نہیں بنیں؟ لیکن ان میں سے کسی کو ان کے حق میں ہمدردی کے دو بول بولنے کی توفیق نہیں ہوئی اور اب آسیہ کی آڑ لے کر انسداد توہین رسالت کے قانون کے خلاف شور و غوغا شروع کردیا گیا۔ دراصل آسیہ کی آڑ میں اس قانون کو پہلی دفعہ نشانہ نہیں بنایا گیا، بلکہ اس کو راستے سے

ہٹانے کی مہم تو کئی برسوں سے جاری ہے اور جب سے یہ قانون تشکیل پایا، اس وقت سے لے کر آج تک کسی نہ کسی صورت میں اس کے خلاف مہم جوئی جاری رہی ہے۔ ہمارے بعض وزراء بیرون ملک جا کر اس قانون کے خاتمے کے وعدے کرتے ہوئے پائے گئے، بلکہ پاکستان کی بعض ذمہ دار ترین شخصیات ویٹی کن جا کر یہ عہد کرتی نظر آتی ہیں کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے گا۔ قانون کو ختم کرنا تو دور کی بات ہے توہین رسالت کا معاملہ اتنا حساس اور نازک ہے کہ اس میں صدر پاکستان سمیت کسی کو معافی کا اختیار بھی نہیں، کیوں کہ گستاخی رسول کا ارتکاب کرنے والے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں اور وہ کسی قسم کی رعایت کے مستحق نہیں۔

کل جماعتی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس......احوال وتاثرات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقد ہونے والی کل جماعتی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس اپنی نوعیت کی ایک منفرد، یادگار اور تاریخ ساز کانفرنس تھی۔ اس قسم کی کانفرنسیں اور ایسے امید افزا مناظر برسوں بعد دیکھنے نصیب ہوتے ہیں۔ یہ کل جماعتی کانفرنس جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل ایمان کی بے پناہ محبت کا مظہر تھی، وہیں امت کے بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے کا ذریعہ بھی تھی۔ اس کانفرنس کی وجہ سے جس طرح اہل ایمان کے دل باغ باغ ہوئے اسی طرح سیکولر قوتوں اور منفی مقاصد کے حامل لوگوں کے مذموم عزائم پر اوس بھی پڑی۔ اس کانفرنس کو تحفظ ناموس رسالت کے ایک نئے سفر کا سنگ میل بھی کہا جا سکتا ہے اور مستقبل میں حاصل ہونے والی بہت سی خیروں اور کامیابیوں کا پیش خیمہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کانفرنس میں ملک بھر کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے قائدین اور ملک بھر کی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ کانفرنس کی تیاریوں، دعوتوں، رابطوں اور انتظام وانصرام کے سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا کی قیادت میں منتظمہ کمیٹی نے بہت فعال کردار ادا کر کے اس کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کے حکم پر مولانا فضل الرحمٰن کو کانفرنس کی صدارت کا اعزاز حاصل ہوا، جبکہ کانفرنس کی نظامت ونقابت کی ذمہ داریاں راقم الحروف کے حصے میں آئیں۔

کانفرنس کے اختتام پر مولانا فضل الرحمٰن نے کانفرنس کے فیصلوں کا اعلان کیا، جبکہ اعلامیہ پیش کرنے کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کانفرنس کے فیصلوں کا اعلان کرتے ہوئے پہلے تو اس عزم کا اظہار کیا کہ ناموس رسالت کے قانون میں کسی کو ترمیم کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیں گے، ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے، ہر میدان اور ہر فورم پر انسداد توہین رسالت قانون کا تحفظ کیا جائے گا، ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے باہمی اتحاد و یکجہتی کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے گا، بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کی اجازت نہیں دی جائے گی، انہوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ تحریک ناموس رسالت کے سلسلے میں 24 دسمبر کو ملک بھر میں مساجد کی سطح پر احتجاجی مظاہرے

ہوں گے، 31 دسمبر کو شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوگی، جبکہ 9 جنوری کو کراچی میں بڑا احتجاجی مظاہرہ ہوگا، جس میں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔ اس موقع پر علامہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر کی سربراہی میں تشکیل دی جانے والی تحریک ناموس رسالت کمیٹی کی بھی تائید وتوثیق کی گئی اور اس کمیٹی سے کہا گیا کہ وہ نچلی سطح پر بھی کمیٹیاں قائم کرے اور تحفظ ناموس رسالت کی تحریک کو مزید تیز سے تیز تر کرے۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کانفرنس کے آغاز میں اس کانفرنس کے حوالے سے اپنے مخصوص مدلل اور نپے تلے اندازِ میں بہت ہی جامع خطاب کیا۔ مولانا نے اپنی گفتگو میں عالمی حالات، استعماری قوتوں کی سازشوں، ناموس رسالت اور دیگر اسلامی قوانین کو نشانہ بنانے والی قوتوں کے مذموم عزائم کے بارے میں بہت چشم کشا گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہمیں منقسم کرنے کی کوشش کررہا ہے، جبکہ آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ایک ایسا مرکز اتحاد اور نکتہ وحدت ہے جو ہم سب کو جمع کررہا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ کوئی مائی کا لعل انسداد توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کی جسارت نہیں کرسکتا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چوہدری شجاعت حسین نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنے والد چوہدری ظہور الٰہی شہید کی روایات برقرار رکھنے کے عزم کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ پارلیمنٹ اور سینیٹ میں ناموس رسالت کی بھرپور وکالت کریں گے۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ میڈیا اور پارلیمنٹ وسینیٹ میں ناموس رسالت کے حوالے سے شعور اجاگر کرنے کے لئے پینل بنائے جائیں۔ چوہدری شجاعت نے اپنے خطاب میں ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے کی کوشش میں پیش پیش روشن خیالوں کو آڑے ہاتھوں لیا اور ایسے لوگوں کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔ جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن نے تحریک کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے اسے پرامن رکھنے، میڈیا کی مانیٹرنگ اور میڈیا کے ساتھ موثر رابطوں میں اضافے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے اعداد وشمار کی روشنی میں بتایا کہ انسداد توہین رسالت کے قانون سے اقلیتیں متاثر نہیں ہوتیں۔ جماعت اسلامی کے سابق امیر قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس تحریک کا دائرہ وسیع کرکے اسے نفاذ اسلام کی تحریک میں تبدیل کردینا چاہئے۔ جمعیت علمائے اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ گستاخ رسول کو نہ کوئی پارلیمنٹ معاف کرسکتی ہے، نہ کوئی عدالت اور نہ کوئی اور شخصیت، انہوں نے زور دے کر کہا کہ جب تک ہم استعماری قوتوں کی غلامی سے چھٹکارا حاصل نہیں کرلیتے اس وقت تک مسائل حل نہیں ہوں گے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر مولانا انوار الحق نے اپنے بیان میں وفاق المدارس کی طرف سے ناموس رسالت تحریک میں ہراول دستے کے طور پر کردار ادا کرنے کا عزم کا اظہار کیا۔ عالم اسلام کی معروف علمی شخصیت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے حکمرانوں سے مکمل خیر خواہی سے اپیل کی کہ وہ اقتدار کے نشے میں ناموس رسالت کے قانون سے چھیڑ چھاڑ سے گریز کریں۔ انہوں نے میڈیا کے ذمہ داران سے بھی اپیل

کی کہ وہ غلط فہمیاں پیدا کرنے والے عناصر کو لوگوں کو گمراہ کرنے کا موقع نہ دیں۔

آل پاکستان اخبار فروش فیڈریشن کے رہنما ٹکا خان نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے لانگ مارچ کی تجویز دی، جسے تمام شرکاء نے بہت سراہا۔ ٹکا خان کی ایمانی جذبات سے لبریز تقریر کے دوران حاضرین میں غیر معمولی جوش وخروش دیکھنے میں آیا۔ اے پی این ایس کے رہنما مہتاب خان چیف ایڈیٹر روزنامہ اوصاف نے صحافی برادری اور اپنے ادارے کی طرف سے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ آج کی کانفرنس میں جن بعض جماعتوں کے قائدین شریک نہیں ہو سکے ان سے فرداً فرداً ملاقاتیں کی جانی چاہئیں، انہوں نے ٹکا خان کی لانگ مارچ کی تجویز کی بھی تائید کی، مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا عطاء المومن شاہ بخاری سمیت کئی لوگوں نے مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کی پراسرار خاموشی کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے ڈاکٹر طارق فضل چوہدری نے نمائندگی کی اور بتایا کہ راجہ ظفر الحق اپنے آبائی گاؤں میں اچانک فوتگی کی وجہ سے کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے، جس پر میں نے ان سے کہا کہ آپ میاں نواز شریف اور اپنی پارٹی کے دیگر رہنماؤں کی اس معاملے پر پراسرار خاموشی کا خاتمہ کروا کر ان کی پوزیشن واضح کروائیں اور ان کی طرف سے فوری طور پر بیان جاری کروائیں۔

بہر حال بحیثیت مجموعی یہ کانفرنس بہت ہی کامیاب اور یادگار رہی۔ ملک بھر کے تمام قائدین نے اس میں شرکت کر کے ناموس رسالت کے قانون کے تحفظ کے لئے یک آواز ہو کر اپنے عزائم کا اظہار کیا۔ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چلنے کا عزم مصمم کیا اور ایک مشترکہ لائحہ عمل قوم کے سامنے رکھا۔ اب تمام غلامانِ مصطفیٰ کی ذمہ داری ہے کہ وہ جس شعبے سے بھی وابستہ ہوں، غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے اس پیغام کو مزید موثر بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں، بالخصوص تاجر برادری 31 دسمبر کی ہڑتال کو کامیاب کروانے کے لئے اپنا موثر کردار ادا کرے اور جس طرح اس کانفرنس میں اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کیا گیا، نچلی سطح تک تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے جمع ہو جائیں اور انسداد توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کے خواب دیکھنے والوں اور پاکستان کا اسلامی تشخص مٹانے کے منصوبے بنانے والوں کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا دیں۔

دینی، سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی مشترکہ آواز

اگر اس کانفرنس کے اختتام پر جاری ہونے والا اعلامیہ قارئین تک نہ پہنچ پائے تو یقیناً ناانصافی ہوگی، اس لئے وہ اعلامیہ ملاحظہ فرمائیں، جو ملک کی قومی اور دینی قیادت کی مشترکہ آواز بھی ہے اور ملک کو مسائل ومصائب کے بھنور سے نکالنے کا نسخہ بھی، اتحاد و یکجہتی کی پکار بھی ہے اور تحفظ ناموس رسالت کے عزم کا اظہار بھی۔ یہ اعلامیہ ایک تاریخی دستاویز

کی حیثیت بھی رکھتا ہے اور منزل مقصود کا سراغ بھی دیتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقد ہونے والی کل جماعتی کانفرنس کا اعلامیہ ملاحظہ فرمائیے ”ملک کی دینی جماعتوں اور تمام مکاتب فکر کے اکابر اور علمائے کرام کا یہ بھرپور نمائندہ اجتماع تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے حوالے سے کنفیوژن اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی اس مہم کو شدید نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نظریاتی اور اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی عالمی استعماری مہم کا ایک حصہ سمجھتے ہوئے اس میں منفی کردار ادا کرنے والے تمام افراد کی مذمت کرتا ہے۔

ملک کے محب وطن دینی سیاسی حلقے اور عامۃ الناس اس بات پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مقصد قیام اور اس کے استحکام وبقا کی بنیاد صرف اور صرف اسلام اور اسلام کے عادلانہ نظام کے مکمل اور عملی نفاذ کے ذریعہ ہی قومی وحدت، ملکی استحکام اور ملی امنگوں کی تکمیل کی جاسکتی ہے، لیکن برسر اقتدار طبقات نے عالمی آقاؤں کے اشاروں پر اس میں ہمیشہ روڑے اٹکائے ہیں اور پاکستان کے تشخص کو مجروح کرنے کی سازش کی ہے جس کے نتیجے میں وطن عزیز بین الاقوامی مداخلت اور سازشوں کی آماجگاہ بن گیا ہے اور قوم باہم خلفشار، لوٹ کھسوٹ، کرپشن، خانہ جنگی، دہشت گردی، ہوشربا مہنگائی، فحاشی اور عریانی کی دلدل میں مسلسل دھنسی چلی جارہی ہے۔

قرارداد مقاصد سمیت دستور پاکستان کی اسلامی دفعات بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے دستوری فیصلے اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے خلاف سیکولر عناصر کا واویلا، حکومتی حلقوں میں گھسے ہوئے دین دشمن افراد کی سازشیں اور میڈیا کے بعض حلقوں کی سرگرمیاں شرمناک حد تک بڑھ چکی ہیں اور ضروری ہوگیا ہے کہ ملک کے دینی حلقے اور دیگر محب وطن عناصر قومی سطح پر متحد ہوکر تحریک پاکستان، تحریک تحفظ ختم نبوت وناموس رسالت اور تحریک نظام مصطفیٰ فضا کو دوبارہ بحال کریں اور مکمل اتحاد اور یکجہتی کے ساتھ اسلام اور پاکستان کے خلاف اندرونی اور بیرونی سازشوں کو ناکام بنادیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی بنیاد پر ملک کے نظریاتی تشخص کے تحفظ اور بیرونی مداخلت کے سدباب کے لئے قومی خودمختاری کی بحالی ہی اس وقت کی اولین ترجیح ہوسکتی ہے اور ملک کے غریب عوام کو اسلام کے سادہ اور فطری نظام کے ذریعے ہی کرپشن، مہنگائی، بڑھتی ہوئی غربت اور لاقانونیت سے نجات دلائی جاسکتی ہے، اس لئے اس اجتماع میں شریک جماعتیں اور راہ نما یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ تمام مکاتب فکر نئے عزم سے 1953ء، 1974ء اور 1984ء کی طرح ایک بار پھر پوری قوم کو ایک متفقہ دینی محاذ پر مجتمع کرکے

اسلام، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے خلاف ہر قسم کی سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی جمہوریہ ریاست بنانے کی طرف پیش رفت کی جائے۔

اس مقصد کے لئے جناب ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر کی سربراہی میں ایک مرکزی کونسل کا اعلان کیا جاتا ہے۔اس اجتماع میں شریک تمام جماعتیں اس کی ممبر ہوں گی اور جماعتوں کے نمائندے مل بیٹھ کر اپنے تنظیمی ڈھانچے اور لائحہ عمل کا فیصلہ کریں گے۔

اس موقع پر اس عظیم اجتماع میں شریک تمام جماعتیں اور راہ نما اس امر کا اعلان ضروری سمجھتے ہیں کہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کسی نوعیت کی ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی اور تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت سمیت دستور و قانون کے کسی حصے کو ختم کرنے، کمزور و بے اثر بنانے کی ہر کوشش کی پوری قوت کے ساتھ مزاحمت کی جائے گی۔

یہ اجتماع ملک کی تمام سیاسی جماعتوں، ارکان پارلیمنٹ اور میڈیا کے ذمہ دار حضرات سے اپیل کرتا ہے کہ وہ بھی سیاسی مصلحتوں اور فروعی مفادات سے بالاتر ہو کر اپنے عقیدہ، ایمان، قومی خود مختاری اور ملکی نظریاتی حیثیت کے تحفظ کی فکر کریں اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اس قومی جدوجہد میں کردار ادا کریں۔

یہ اجتماع قوم کے تمام طبقات سے اپیل کرتا ہے کہ وہ بھرپور اتحاد اور روایتی جوش و خروش کا اظہار کرتے ہوئے اس جدوجہد کا اظہار کرتے ہوئے اس جدوجہد میں شریک ہوں، ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر بیرونی مداخلت کے خاتمے کے ساتھ قومی خود مختاری کی بحالی کا کوئی راستہ نکل آئے اور استعماری قوتوں کے معاشی چنگل سے نجات حاصل کر لی جائے تو کرپشن، مہنگائی، لوڈشیڈنگ اور لاقانونیت کے عفریت سے بھی نجات حاصل کی جا سکتی ہے اور پاکستان کو اسلام کے سنہری اصولوں کی بنیاد پر ایک مثالی فلاحی ریاست بنانے کا مقصد بھی پورا ہو سکتا ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت ہمیں ان عزائم پر استقامت عطا فرمائیں اور دین، ملک اور قوم کے بہتر مستقبل کے لئے مخلصانہ اور نتیجہ خیز جدوجہد کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔"

اس اعلامیہ کے ساتھ ساتھ کانفرنس کی چند چیدہ چیدہ قراردادیں بھی ملاحظہ فرمائیے:

ملک کے تمام مکاتب فکر کے راہ نماؤں اور دینی جماعتوں کے ذمہ دار نمائندوں کا یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ

☆......امریکی مداخلت اور عالمی استعماری قوتوں کی مسلسل سازشوں کے خلاف جرأت مندانہ موقف اختیار کیا جائے اور ڈرون حملوں کو بند کرانے کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے حوالے سے پارلیمنٹ کی متفقہ قرا

داد پر فوری عمل درآمد کا اہتمام کیا جائے، کیونکہ ڈرون حملوں کے خاتمے اور پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد پر مکمل طور پر عمل کئے بغیر قومی خودمختاری اور ملکی امن وامان کے حوالے سے کسی پیش رفت کا امکان نہیں۔

☆......ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سمیت دستور وقانون کی مختلف اسلامی دفعات کے بارے میں حکومتی حلقوں کے پیدا کردہ کنفیوژن کے خاتمے کے لئے حکومت اس سلسلے میں اپنی پوزیشن کی وضاحت کرے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی نظریاتی تشخص کے ساتھ اپنی وابستگی اور وفاداری کا دوٹوک اعلان کرے۔

☆......قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن کی صورتحال فوری طور پر ختم کر کے مذاکرات کا اعلان کیا جائے اور مسلح گروپوں کو گفتگو اور مذاکرات کے ذریعے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کر کے امن کی بحالی کے لئے حقیقت پسندانہ طرز عمل اختیار کیا جائے۔

☆......مہنگائی، لوڈشیڈنگ اور کرپشن کے خاتمہ کے لئے موثر قومی پالیسی طے کی جائے اور بیرونی مداخلت اور ڈکٹیشن سے نجات حاصل کر کے قومی مشاورت کے ساتھ ان مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔

☆......ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی اور عریانی پر کنٹرول کیا جائے اور میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو بے لگام چھوڑ دینے کی بجائے اسلامی اصول واخلاق کا پابند بنایا جائے۔

☆......ملک کے تعلیمی نظام میں استعماری قوتوں کی ہدایات پر منفی تبدیلیوں کا سلسلہ بند کیا جائے اور دستور کے مطابق تعلیمی نصاب ونظام کو اسلامی تعلیمات اور اصولوں کے دائرے میں لانے کی پالیسی اختیار کی جائے۔

☆......حکومت افغانستان، عراق، فلسطین اور کشمیر کے مجاہدین آزادی کے ساتھ ہم آہنگی اور یک جہتی کا اظہار کرے اور مسلمہ اسلامی اور عالمی اصولوں کے مطابق قومی خودمختاری اور آزادی کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے والی تحریکات کی حمایت کا اعلان کرے۔

اللہ تعالیٰ اس اہم اور تاریخی کانفرنس کو شرف قبولیت بخشیں اور تحفظ ناموس رسالت اور اتحاد امت کے لئے اسے اہم سنگ میل بنائیں، آمین۔

☆......☆......☆

(پ ــ ر) جامعہ خیر المدارس کی مجلس شوریٰ نے قانون ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کا عہد اور حکومت سے قانون میں ترمیم نہ کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اجلاس کی صدارت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا مشرف علی تھانوی، مولانا نجم الحق، قاری محمد طیب حنفی ودیگر شوریٰ ارکان شریک ہوئے، اجلاس سے مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اور مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے کہا کہ حکومت قانون ناموس رسالت میں ترمیم نہ کرے اور وزیر اعظم رواں جاری قومی اسمبلی میں ناموس رسالت ایکٹ کے بارے میں وضاحت کریں اور چپ کا روزہ توڑ کر مسلمانوں کے اندر پائی جانے والی بے چینی دور کریں، انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے خاموشی سے قانون میں ردوبدل کی کوشش کی تو اہل مدارس بھی مزاحمت کریں گے۔ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ قانون ناموس رسالت کسی کے خلاف نہیں بلکہ انبیاء کرام کی شان کے تحفظ کے لئے ہے، اس قانون کے وجود میں لاقانونیت کو روکنا ہے۔ مجلس شوریٰ نے اس بات کا بھی عہد کیا کہ مدارس کی خودمختاری وآزادی پر حرف نہیں آنے دیا جائے گا اور مدارس کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔ ــــــــــ ☆